یونانی علوم کا مسلمانوں میں داخلہ

۲۔ اموی خلافت

(از جناب شبیر احمد خاں صاحب غوری ایم ۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بی۔ ٹی
رجسٹرار امتحانات عربی و فارسی اترپردیش)

(۲)

سنہ ۴۱ھ میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے منصب خلافت سے دستبردار ہونے پر امیر معاویہؓ عالم اسلامی کے باضابطہ خلیفہ قرار پائے۔ مستقر خلافت کوفہ سے دمشق میں منتقل ہوگیا جو اس سے پہلے شامی بازنطینی تہذیب کا مرکز اور دنیائے مسیحیت کا گہوارہ رہ چکا تھا۔ اسلام یوں بھی مذہبی رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ انتظامی ضرورت مسیحی المذہب رومی عملہ کو جو اس علاقے کے نظم حکومت کا طویل تجربہ رکھتا تھا، بڑے اور چھوٹے انتظامی عہدوں پر مقرر کرنے کی داعی تھی، جس طرح ایران میں مجوسی عملہ کو برقرار رکھنا ناگزیر تھا۔ اس طرح دیوان خراج پر رومی نصرانی چھا گئے۔

مستشرقین کا کہنا ہے کہ اس اثر و رسوخ کے نتیجے میں مسیحی فضلاء نے اسلامی فکر کو متاثر کرنا شروع کیا۔ چنانچہ فان کریمر نے لکھا ہے:۔

"عیش و عشرت کی مشغولیت کی بنا پر اکثر اموی خلفاء نے عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم اقوام کے ساتھ بہت زیادہ رواداری برتی، نہ صرف یہ کہ عیسائیوں کو خلفاء کے دربار میں آزادی کے ساتھ داخلہ کی اجازت تھی بلکہ انہیں اکثر اہم ترین ذمہ داری کے عہدے بھی دیئے جاتے تھے۔ سرجون جو یوحنائے دمشقی کا باپ تھا خلیفہ عبدالملک کے دربار میں مشیر مالیات کے عہدے پر فائز تھا اور اس کی وفات پر یہ عہدہ اس کے

بچے کو تفویض ہوا۔ یہاں تک کہ دربار کا ملک الشعراء ایک عیسائی ہی تھا۔ عیسائیوں کی حالت ایسی اچھی تھی کہ انہیں مساجد میں بے روک ٹوک جانے کی اور عام مجمعوں میں طلائی صلیب کے ساتھ چلنے پھرنے کی اجازت تھی۔ خلفاء کی رواداری نے ناگزیر طور پر عیسائیوں کی مسلمانوں کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے لئے ہمت افزائی کی۔ اس طرح یونانی علمائے دینیات کی صحبت میں جو جدلیات و مناظرہ کے فن میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، عربوں نے پہلی مرتبہ فلسفیانہ استدلال کو سیکھا۔ جسے آگے چل کر انھوں نے یہ اہمیت دی۔ نیز یونانی علماء دینیات ہی سے عربوں نے کلامی تدقیقات کا پہلا سبق لیا اور یہ ایسا فن تھا جس میں بازنطینی ذہانت ید طولیٰ رکھتی تھی۔"[1]

فان کریمر کی مندرجہ بالا رائے کی نکلسن نے مزید توضیح کی۔

"عیسائیوں کو اموی خلفاء کے دربار میں آزادی کے ساتھ نقل و حرکت کی اجازت تھی۔ نصرانی شاعر اخطل دربار کا ملک الشعراء تھا اور اس کے بہت سے ہم مذہب حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ مسلمان اور عیسائی دوستانہ گفتگو نیز مذہبی مناظروں میں تبادلۂ خیالات کیا کرتے تھے۔"[2]

لیکن مستشرقین کے مشرقی عقیدتمندوں نے اس محدود نظریہ کو (جو صرف اسلامی علم کلام کے مسیحی دنیا سے متاثر ہونے سے متعلق تھا) تعمیم دے کر اسلام کی عقلی تحریک کو شام کے نوفلاطونی فلاسفہ و متکلمین کا مرہونِ احسان قرار دیا:۔

"مسلمانوں کی عقلی موشگافیوں میں شام کے نوفلاطونی فلسفیوں اور متکلمین کے آراء و مذاہب نے اچھی خاصی رہنمائی کی ہے ...... جہاں تک منضبط اور منظم فکر کا تعلق ہے وہ ان کو شامی اہل علم سے ہی حاصل ہوئی اور مسلمانوں کو فلسفہ کا چسکا غالباً ان ہی سے لگا .... فلسفہ کو مسلمانوں سے متعارف کرنے اور اس کو ان میں ہر دلعزیز بنانے میں شامی اطباء نے خاصہ حصہ لیا ہوگا ...... یہ اطبا

---

[1] VON KREMER: CONTRIBUTION TO THE HISTORY OF ISLAMIC CIVILIZATION, PAGE 59

[2] NICHOLSON: LITERARY HISTORY OF THE ARABS, PAGE 221

مسلمانوں کی پیچیدہ عقلی ذہنیت کی ناگزیر ضرورت تھے۔ پھر امراء اور رؤسا کی خلوت کے ندیم۔۔۔ ۔۔۔۔۔ شام میں قبل از اسلام یونان کا نو فلاطونی فلسفہ کافی مقبول ہوچکا تھا۔۔۔۔۔ مسلمانوں کو منظم اور منضبط فکر کے لئے اسی مکتبِ خیال سے سابقہ پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شام کا یہ مکتب اعلیٰ عیسائی متکلمین کا مکتب تھا جس نے یونان کے رواقی فلسفے کو اپنے ڈھنگ پر ڈھال لیا تھا۔"

اس طرح چند امور تنقیح طلب ہیں:۔

۱۔ کیا دیوانِ خراج کے رومی عملہ نے بازنطینی دینیاتی رجحانات کو اسلامی مفکرین سے متعارف کرایا

ب۔ کیا دربار میں عیسائی شعراء کی قدر ومنزلت نے مسیحیت کو عام اسلامی فکر کو متاثر کرنے میں مدد دی۔

ج۔ کیا اموی دربار کے اطباء نے فلسفہ کو مسلمانوں سے متعارف کرنے میں کوئی حصہ لیا۔

د۔ مسلمانوں میں یونانی علوم کی منتقلی کہاں تک شام کے مسیحی علماء کی وساطت کی رہینِ منت ہے، اور

ہ۔ مسلمانوں کی عقلی موشگافیوں میں شام کے نو فلاطونی فلسفیوں اور متکلمین کے افکار و مذاہب نے کہاں تک رہنمائی کی ہے۔

دیوانِ خراج کے رومی عملہ کی بے اثری

امیر معاویہؓ سے پہلے نظامِ حکومت سیدھا سادھا تھا جس کے چلانے کے لئے کارکنوں میں دیانت وخدا ترسی کے علاوہ کسی فنی مہارت کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے انتظامی اُمور کے لئے مسلمانوں ہی میں سے کام کرنے والے مل جاتے تھے۔ امیر معاویہؓ کے عہد سے "ملکِ عضوض" زمانہ شروع ہوا۔ حکومت کی مشینری میں پیچیدگیاں شروع ہوئیں جو انھوں نے "رومی قیصریت" سے ورثہ میں پائی تھیں۔ اس لئے ان پیچیدگیوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اُس طبقہ منتظمین کی مانگ ہوئی جو قیاصرہ کے زمانہ میں ان انتظامی امور کو انجام دیتا تھا یعنی دیوانِ خراج کا عملہ چنانچہ ابن واضح یعقوبی لکھتا ہے کہ معاویہ کے زمانے سے عیسائی دیوانِ خراج پر چھانا شروع ہوئے۔

واستعمل معاوية ابن اثال النصرانی[۱]	امیر معاویہؓ نے ابن آثال نصرانی کو شہر حمص کے
علی خراج حمص ولم یستعمل النصرانی	خراج کی وصولی پر مقرر کیا حالانکہ اُن سے پہلے کسی
احد من الخلفاء قبله[۲]	خلیفہ نے عیسائیوں کو کسی عہدے پر مقرر نہیں کیا تھا۔

بہرحال امیر معاویہؓ کے زمانہ سے دیوانِ خراج پر (فان کریمر کے لفظوں میں اہم سرکاری عہدوں پر) رومی چھانے لگے چنانچہ انھوں نے اس اہم عہدے پر سرجون رومی کو مقرر کیا (جسے فان کریمر وغیرہ مستشرقین (JOHN OF DAMASCUS) کا باپ (SERGIUS) بتاتے ہیں)

وکان یکتب لمعاویة ..... علی	امیر معاویہؓ کے زمانہ میں دیوان خراج کا کاتب
دیوان الخراج سرجون بن منصور الرومی[۳]	سرجون بن منصور رومی تھا

جہشیاری آگے چل کر لکھتا ہے کہ سرجون یزید اور معاویہ بن یزید کے عہد حکومت میں دیوان خراج کا کاتب تھا۔

وکان یکتب لیزید بن معاویة	یزید بن معاویہ کے زمانہ میں دیوان خراج کا کاتب
علی دیوان الخراج سرجون بن منصور[۴]	سرجون بن منصور تھا۔
وکان یکتب لمعاویة بن یزید	معاویہ بن یزید کے عہد میں دیوان خراج کا کاتب
علی الدیوان سرجون بن منصور النصرانی[۵]	سرجون بن منصور نصرانی تھا۔

سرجون عبد الملک بن مروان کے زمانہ (۶۵-۸۶ھ) میں بھی بہت دن تک دیوانِ خراج کا کاتب رہا۔

جہشیاری لکھتا ہے:

وکان دیوان الشام بالرومیة	شام میں دیوان خراج کا جو رومی زبان میں تھا
لعبد الملک ولمن تقدمه سرجون	منتظم اُن عبد الملک کے زمانہ میں نیز اس کے پیشرو
ابن منصور النصرانی[۶]	کے زمانہ میں سرجون بن منصور نصرانی تھا۔

۱۔ تاریخ یعقوبی ص ۲۳۳ ۲۔ کتاب الوزراء والکتاب جہشیاری ص ۲۴ ۳۔ ایضاً ص ۳۱ ۴۔ ایضاً ص ۳۲
۵۔ ایضاً ص ۴۰۔

سرجون کے علاوہ اموی عہد میں اور بھی مسیحی کتّاب وعہدیداران محکمۂ خراج کے نام ملتے ہیں شلاً ابن اثال جسے امیر معاویہؓ نے حمص کے خراج کی وصولی پر مامور کیا تھا (اس کا ذکر اوپر گذرا۔ مزید تفصیل آگے آئے گی) یا شمعل جو عبدالملک کا ایک اور معمولی کاتب تھا جہشیاری لکھتا ہے۔

"وحکی انہ کان لعبد الملکؒ کاتب نصرانی من اوساط کتّابہ یقال لہ شمعل۔"[۱]

بیان کیا گیا ہے کہ عبدالملک کے عام کتاب میں سے ایک عیسائی کاتب بھی تھا جس کا نام شمعل تھا۔

اسی طرح سلیمان بن عبدالملک کا ایک کاتب فلسطین کا ایک عیسائی تھا جو ابن البطریق کے نام سے مشہور تھا۔ جہشیاری لکھتا ہے:۔

"وکان رجل من اہل فلسطین یعرف بابن البطریق یکتب لہ۔"[۲]

فلسطین کا ایک شخص جو ابن البطریق کے نام سے مشہور تھا سلیمان بن عبدالملک کے یہاں کاتب تھا۔

خلفاء کے علاوہ امراء کے یہاں بھی کتابت کا کام عیسائی انجام دیتے تھے چنانچہ عبدالملک بن مروان کا کاتب ییاس بن خمایا الرہاوی تھا۔ جہشیاری لکھتا ہے:

"وکان یکتب لعبد العزیز بن مروان ییاس بن خمایا من اہل الرہا۔"[۳]

عبدالعزیز بن مروان کا کاتب شہر رہا کا رہنے والا ییاس بن خمایا تھا۔

لیکن نصرانی کتّاب ایک انتظامی ضرورت سے تھے۔ مسلمان فاتحین کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی کہ وہ فتح کے بعد مفتوحہ علاقے کے معاشرتی وانتظامی نظام میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے بلکہ اسے علیٰ حالہ باقی رکھتے۔ وہ ایران گئے وہاں دیوانِ خراج کو فارسی زبان میں برقرار رکھا اور اس کی تنظیم کے لئے مجوسی کتّاب (دہیران) کو پہلے کی طرح باقی رکھا۔ جب محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا تو مالی انتظام پہلے کی طرح ہندو عملہ کے ہاتھ میں رکھا۔ غرض ہر جگہ دیوانِ عطیات عربی میں تھا اور دیوانِ خراج مقامی زبان میں۔ یہی پالیسی انہوں نے

---

[۱] کتاب الوزراء والکتّاب للجہشیاری ص ۴۰ [۲] ایضاً ص ۴۸ [۳] ایضاً ص ۳۳۔

شام میں رکھی۔ جہشیاری لکھتا ہے:۔

"ولم يزل بالكوفة والبصرة ديوانان احدهما بالعربية لاحصاء الناس واعطياتهم وهذا الذي كان عمر قد رسمه والآخر لوجوه الاموال بالفارسية وكان بالشام مثل ذلك احدهما بالرومية والآخر بالعربية، فجرى الامر على ذلك الى ايام عبد الملك"[1]	کوفہ اور بصرہ میں (دمشق کی) دو دفتر ہے ایک عربی میں جہاں لوگوں کی مردم شماری اور ان کے وظائف کا حساب رکھا جاتا تھا۔ اس دفتر کی بنیاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈالی تھی۔ اور دوسرا مختلف محصولوں کے حساب کے لئے جو فارسی میں تھا۔ اسی طرح شام میں ایک دفتر رومی زبان میں تھا اور دوسرا عربی میں۔ یہی طریقہ عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت تک برقرار رہا۔

اس لئے چاہے آمر کی نظروں میں ماموں محبوب ہو (جیسے ابن اثال امیر معاویہؓ کی نظروں میں) یا مبغوض (جیسے سرجون عبدالملک کی نظروں میں[2]) دیوانِ خراج کا عملہ شام میں رومی زبان جاننے والا ہی ہوسکتا تھا جو شامی مسیحیوں سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لئے دیوان خراج پر شامی مسیحیوں کا چھا جانا فطری تھا۔ اس میں خلفاء کے پسند و ناپسند کو اتنا دخل نہیں تھا جتنا انتظامی ضرورت کو۔ اس لئے اسے خلفاء کی بے تعصبی و رواداری پر تو محمول کیا جاسکتا ہے مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ یہ کتاب اپنے آقاؤں کے مزاج میں بھی دخیل ہو گئے تھے یا اُن کے آقا اُن کی علمی و فکری صلاحیتوں سے متاثر تھے یا کسی نہج سے اس کے خوشہ چین تھے۔

امیر معاویہ معاملہ فہمی و حسن تدبر کے ساتھ موصوف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جس "ملک عضوض" کی بنیاد انھوں نے ڈالی تھی، صحابہ و تابعین میں سے کسی مسلمان کی دیانت و خدا ترسی اس کی پیچیدگیوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی۔ لہذا انھوں نے شام کے عوام کی اقتصادی دست برد کے لئے اسی طبقہ کو برقرار رکھا جو اس کام میں مہارت رکھتا تھا۔ انھوں نے شام کے دیوان خراج پر سرجون بن ...

---

[1] کتاب الوزراء والکتاب ص ۳۸ [2] تفصیل آگے آئے گی۔

کو مقرر کیا جو اس اہم عہدے پر عبد الملک کے زمانہ تک فائز رہا۔ مگر یہ تقرر ایک ناگزیر انتظامی ضرورت تھا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اس میں نہ تو انتظامی صلاحیت کے علاوہ سرجون کے علم وفضل کو دخل تھا اور نہ امیر معاویہؓ کے کسی علم دوستی کے جذبے کو۔ تاریخ بھی نہیں بتاتی کہ سرجون نے براہ راست یا بالواسطہ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں مسلمانوں کی کسی عقلی تحریک کو کسی بھی نہج سے متاثر کیا ہو۔

امیر معاویہؓ کے بعد یزید تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے بھی اپنے باپ کے زمانہ کے کاتب خراج سرجون کو اس اہم عہدہ پر برقرار رکھا۔ اس کے علاوہ اس نے اسے اپنا ندیم ومشیر بنایا جس کی وجہ سے اس کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی کہ عام اسلامی شعار کے برخلاف (جس کی کم از کم ظاہری حد تک ہی دوسرے اہلِ دربار مراعاۃ کرتے ہوں گے) یزید لہو ولعب، غنا، سرود اور بادہ گساری کا رسیا تھا۔ دربار کے مسیحی ملازمین کو ان باتوں سے کیا دریغ ہو سکتا تھا۔ ان ملازمین میں سب سے بلند مرتبہ دیوانِ خراج کا کاتب تھا۔ لہذا اس نام نہاد خلیفہ نے اسے اپنا حریف بادہ پیما اور ندیم خاص بنایا۔ ابو الفرج نے کتاب الاغانی میں لکھا ہے:۔

کان[1] یزید بن معاویہ اول من	خلفاء میں یزید بن معاویہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام
سن الملاھی فی الاسلام من الخلفاء	کی تاریخ میں لہو ولعب کی رسم ڈالی گانے بجانے
وآوی المغنیین واظھر الفتک وشرب	والوں کو دربار میں جگہ دی فسق وفجور کا اظہار کیا
الخمر وکان ینادم علیھا سرجون	اور شراب پی۔ بادہ گساری میں سرجون جو اس کا
النصرانی مولاہ والاخطل وکان	مولیٰ (آزاد غلام) تھا اور اخطل اس کے ندیم
یاتیہ من المغنیین سائب خاثر	وحریف بادہ پیما رہتے تھے۔ گانے والوں میں سے
فیقیم عندہ فیخلع علیہ ویصلہ۔	سائب خاثر اس کے پاس آکر ٹھہرا کرتا تھا اور یزید اسے خلعت دیتا اور عطیے دیتا۔

اس لئے اگر بالفرض "الناس علیٰ دین ملوکھم" کے عام اصول کے برعکس ایک ندیم نے اپنے ولی نعمت پر کوئی اثر کیا بھی ہو تو وہ اسی مے نوشی وعیش کوشی کے سلسلے میں ہوگا۔ شاید اسی وجہ سے

[1] کتاب الاغانی جزء شانزدہم ص ۷۰۔

یزید کے "خمریات" میں ایک خاص کیفیت ہو۔

جہشیاری نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ پہنچنے کی خبر موصول ہوئی تو یزید نے اس کے تدارک کے لئے سرجون ہی سے مشورہ کیا۔

فلما اتصل بیزید مصیر الحسین رضی اللہ عنہ الی الکوفہ .... شاور سرجون بن منصور فی من یولی العراق۔[۱]	جب یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ کی طرف جانے کی خبر ملی........ تو اس نے سرجون بن منصور ہی سے مشورہ کیا کہ عراق کا گورنر کسے بنائے۔

لیکن اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ امراء اسلام اتنے تنگ نظر نہ تھے کہ سلطنت کے اہم معاملات میں مشورہ کرنے کے لئے مسلم وغیر مسلم کی تفریق کو روا رکھتے نیز اس قسم کی دین فروشی کے معاملے میں دین دار مسلمانوں کے مقابلے میں ایک بے دین نصرانی ہی کا مشورہ زیادہ قابلِ قبول ہو سکتا ہے آخر میزبانان رسولؐ (انصار) کی ہجو کے لئے اُسے کون مسلمان شاعر ملتا تھا جو اس عقبیٰ فروشی ہی کے لئے مل جاتا۔ انصار کی ہجو کے لئے اسے ایک نصرانی شاعر اخطل ملا (تفصیل آگے آئے گی) اور خاندانِ رسالت کی بربادی کے لئے بھی اس نے ایک نصرانی مشیر ہی سے مشورہ کیا۔

بہرحال سرجون نے یزید کی خمریات کی تلطیف وتدقیق میں کوئی حصّہ لیا ہو یا نہ لیا ہو جس کی تحقیق عربی ادب کے مورخین کا منصب ہے، اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس نے شامی نوفلاطونی افکار کو اس کی نظروں میں ہر دلعزیز بنایا ہو یا بازنطینی مسیحی دینیات کے رجحانات کو اسلامی مفکرین سے متعارف کیا ہو۔

یزید کے بعد اس کا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوا۔ اُس نے بھی سرجون کو دیوانِ خراج کی کتابت پر برقرار رکھا۔ مگر چند ایام کی خلافت کے بعد وہ اس اہم ذمہ داری سے مستعفی ہو کر گوشہ نشین ہو گیا۔ اس کے بعد عام خانہ جنگی کا دور شروع ہوا۔ شام میں مروان نے قبضہ جما لیا۔ اس کے زمانہ میں بھی سرجون اپنے عہدہ پر برقرار رہا۔

وکان یکتب لمروان... علی الدیوان	مروان کے زمانہ میں دیوانِ خراج کا کاتب سرجونؒ

---

[۱] کتاب الوزراء والکتاب ص ۱۳۔

سرجون بن منصور النصرانی[۱] بن منصور نصرانی تھا۔

مروان کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک اُس کا جانشین ہوا عبد اللہ بن زبیرؓ کو شکست دے کر وہ عالم اسلام کا خلیفہ ہوا۔ اُس نے بھی دیوانِ خراج پر سرپرست سرجون ہی کو برقرار رکھا۔

وکان یتقلد دیوان الشام بالرومیۃ	شام میں دیوانِ خراج کا جو رومی زبان میں تھا،
بعبد الملک ولمن تقدمہ سرجون	منتظم اعلیٰ عبد الملک کے زمانہ میں نیز اُس کے
ابن منصور النصرانی[۲]	پیشروؤں کے زمانہ میں سرجون بن منصور نصرانی تھا

فان کریمر کہتا ہے :-

"SERGIUS, THE FATHER OF JOHN OF DAMASCUS ENJOYED AT THE COURT OF THE CALIPH ABDUL-MALIK, THE PLACE OF FIRST COUNCILLOR, AND AFTER HIS DEATH HIS SON WAS GIVEN THE SAME POST"

(VON KREMER: CONTRIBUTION TO THE HISTORY OF ISLAMIC CIVILIZATION, P. 59)

یعنی (۱) سرجون عبد الملک کا مشیر اعلیٰ تھا، اور

(۲) سرجون کی وفات پر یہ عہدہ عبد الملک نے اُس کے بیٹے یوحنائے دمشقی کو تفویض کیا۔

مگر یہ دونوں قول محلِ نظر ہیں :-

۱۔ واقعہ ہے کہ جو بھی اسباب ہوں عبد الملک سرجون کو پسند نہیں کرتا تھا۔ ممکن ہے سرجون جیسے یزید اول کی منادمت کا اعزاز حاصل رہ چکا تھا عبد الملک کو خاطر میں نہ لاتا ہو۔ ممکن ہے یزید کے زمانہ میں عبد الملک کو کوئی خاص وقار حاصل نہ ہو اور سرجون نے اس کا استخفاف کیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس خانہ جنگی اور سیاسی انتشار اور عدم تیقن کے زمانہ میں سرجون نے "ٹھہرو اور دیکھو" کے اصول پر عمل کرتے ہوئے عبد الملک کے

---

[۱] کتاب الوزراء والکتاب ص ۳۳ [۲] ایضاً ص ۴۰

اقتدار کو کما حقہ تسلیم کرنے میں پس و پیش کیا ہو جو بھی وجہ ہو سرجون عبد الملک کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ عبد الملک اور ابن زبیر کی خانہ جنگی کے دوران میں سرجون نے قیصر روم کے ساتھ خفیہ ساز باز کرنا شروع کردیا ہو۔ اسلامی تواریخ اس شبہ کے ذکر سے خاموش ہیں مگر یوحنائے دمشقی (جس کے باپ کو مستشرقین سرجون بتاتے ہیں) کے متعلق جیسا کہ اس کے عقیدتمند سوانح نویس یوحنائے یروشلم نے لکھا ہے کہ یہ الزام ناقابلِ تردید حد تک ثابت ہوچکا تھا کہ اُس نے قیصر سے خلیفہ کے خلاف سازش کی ہے (تفصیل آگے آئے گی) مستشرقین کا یہ بھی خیال ہے کہ سرجون کے باپ منصور ہی کی دغابازی کی وجہ سے دمشق مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ ریورنڈ جے۔ ایچ۔ لپٹن (LUPTON) نے یوحنائے دمشقی کی سوانح حیات میں لکھا ہے۔

ASSEMANUS EVEN THINKS IT WAS THIS MANSUR, WHO HELPED TO BETRAY DAMASCUS TO THE SARACENS. IN 634 (LUPTON: ST: JOHN OF DAMASCUS) P. 25 NOTE.

اس لئے ممکن ہے سرجون نے بھی کوئی ساز باز کرنا شروع کیا ہو یا عبد الملک کو اس کے متعلق کوئی شبہ ہوگیا ہو (جس کے لئے بقول مستشرقین قوی قرائن موجود تھے)

بہر حال جو بھی وجہ ہو عبد الملک اور سرجون کے دل ایک دوسرے کی طرف سے صاف نہیں تھے اور آخر کار عبد الملک نے سرجون کو اس عہدے سے برطرف کردیا یہی نہیں بلکہ اس محکمہ ہی کو مسیحی رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے:۔

چونکہ سرجون اور اُس کی جماعت (مسیحی کتّاب) دیوانِ خراج پر عرصہ سے چھائے ہوئے تھے عبد الملک کا حسن تدبر اُن سے مستغنی ہونے کی جرأت نہ کرتا تھا لیکن جب دیوان الرسائل کے منتظم اعلیٰ سلیمان بن سعد الخشنی نے اسے یقین دلایا کہ وہ اُسے سرجون اور سرجون کے ماتحت عملہ کی ضرورت سے بے نیاز کرسکتا ہے تو عبد الملک نے اُسے (سرجون کو) فوراً معطل کردیا۔ ابن الندیم لکھتا ہے:۔

وقد قیل ان الدیوان نقل فی ایام	یہ کہا گیا ہے کہ دیوانِ خراج عبد الملک کے زمانہ
عبد الملک فانہ امر سرجون ببعض	میں عربی میں ترجمہ ہوا کیونکہ اُس نے سرجون کو کسی

الا مرفتراخی فیه فاحفظ عبد الملک	کام کے کرنے کا حکم دیا مگر اُس نے اس میں ڈھیل
فاستشار سلیمان فقال له انا	ڈالدی یہ عبدالملک نے اُسے دل میں رکھا اور سلیمان
انقل الدیوان وارتجل منه ؎	بن سعد الخشنی سے مشورہ کیا سلیمان نے کہا میں
	دیوان کو نقل کردوں گا پس اُس نے اُس سے
	جلدی کرائی۔

ابن الندیم نے اس واقعہ کو بصیغۂ تمریض بیان کیا ہے کیونکہ اس کے خیال میں شام کا دیوان خراج ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں رومی سے عربی میں منتقل ہوا۔ مگر جہشیاری جو اس باب میں ابن الندیم سے زیادہ اہلِ اعتماد ہے کیونکہ اس نے وزراء و کتاب کی تاریخ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے' اس بات کو موکد لہجے میں لکھتا ہے:۔

وکان یتقلد دیوان الشام بالرومیة	شام میں دیوانِ خراج کا جو رومی زبان میں تھا
لعبد الملک ولمن تقدمه سرجون	منتظم اعلیٰ عبدالملک کے زمانہ میں نیز اس کے پیشروؤں
ابن منصور النصرانی فامره عبدالملک	کے زمانہ میں سرجون بن منصور نصرانی تھا۔ ایک دن
یوماً لشیئ فتاملی عنه وتوانی فیه	عبدالملک نے اُسے کسی بات کا حکم دیا مگر سرجون نے
فعاد لطلبه وجد فیه فرأی منه	اس میں ڈھیل ڈالدی اور دیر لگائی عبدالملک نے
تفریطاً وتقصیراً فقال عبدالملک	دوبارہ اس سے کہا اور اُسے برانگیختہ کیا مگر پھر بھی
لابی ثابت سلیمان بن سعد الخشنی	اس کی جانب سے کوتاہی دیکھی۔ اس پر عبدالملک
وکان یتقلد له دیوان الرسائل اما	نے سلیمان بن سعد الخشنی سے جو دیوان رسائل کا
تری ادلال سرجون علینا واحسبه	منتظم اعلیٰ تھا کہا "تم نے سرجون کا ناز و انداز دیکھا میرے
قد رای ان ضرورتنا الیه والی	خیال میں وہ سمجھتا ہے کہ ہمیں اُس کی اور اُس کے کام کی
صناعته۔ افما عندک حیلة؟	ایسی ضرورت ہے کہ ہم اس سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔

؎ الفہرست لابن الندیم ص ۳۳۹۔

قال لو شئت لحولت الحساب الی العربیۃ — کیا تم اس کا کچھ تدارک کر سکتے ہو؟ سلیمان بن

قال فافعل. فرد الیہ عبد الملک — سعد نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں تمام حسابات کو عربی

جمیع دواوین الشام۔ — میں منتقل کر سکتا ہوں۔ عبد الملک نے کہا تو پھر کر ڈالو۔

(کتاب الوزراء والکتاب ص ۴۰) — اس کے بعد عبد الملک نے شام کے تمام دفاتر کو

سلیمان بن سعد الخشنی کے ماتحت کر دیا۔

دیگر مورخین نے بھی جہشیاری ہی کی تائید کی ہے (تفصیل آگے آرہی ہے) اس کے بعد یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ سرجون عبد الملک کا معتمد علیہ یا مشیر اعلیٰ تھا۔

غالباً فان کریمر کا ماخذ یوحنائے یروشلم کی تصنیف "سوانح یوحنائے دمشقی" ہے جس میں یوحنائے دمشقی کے آبا و اجداد کے متعلق لکھا ہے۔

"HIS FORE FATHERS........ HAD BEEN STEWARDS IN HIGHTRUST EVEN AMONG THE SARACENS .... THE FATHER OF THIS SECOND JOHN (OF DAMASCUS) ... .WAS A MAN OF HIGH POSITION, BEING APPOINTED TO ADMINISTER THE PUBLIC AFFAIRS THROUGH THE WHOLE COUNTRY"

(LUPTON: ST. JOHN OF DAMASCUS: P.24-25).

(اس کے آبا و اجداد.... مسلمانوں کے زمانہ میں بھی منصرم اعلیٰ اور ان کے معتمد علیہ تھے..... اس یوحنائے ثانی (یوحنائے دمشقی) کا باپ..... بڑا صاحب مرتبہ تھا جس کا تقرر پوری سلطنت کے امور ملکی کے انتظام کیلئے ہوا تھا)

لیکن آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہ سوانح حیات اور اس کی تفصیلات ناقابل اعتماد ہیں۔

ہذا اسی طرح یہ قول بھی محل نظر ہے کہ عبد الملک نے سرجون کی وفات پر اس کے بیٹے یوحنائے دمشقی کو اپنا مشیر اعلیٰ بنایا جب جب تصریح جہشیاری عبد الملک نے سرجون کی زندگی ہی میں اسے (سرجون کو) دیوان خراج سے علیحدہ کر دیا تھا بلکہ دیوان خراج کو رومی زبان سے عربی میں منتقل کرکے رومیوں کی اجارہ داری کا ہی خاتمہ کر دیا تھا تو پھر فان کریمر کا یہ کہنا کہ عبد الملک نے سرجون

(باقی)